سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کا مؤثر لائحہ عمل
نقیب صبح سعادت
مجلہ محی الدین فیصل آباد
شمارہ نمبر 8 - محرم الحرام 1436ھ 2014ء

فیضانِ صدیقی جاری رہے گا
بفیضانِ نظر سلطان نیریاں حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ
زیرِ ظلِ عاطفت
آفتابِ علم و حکمت واقفِ رموزِ حقیقت
حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
زیبِ سجادہ آستانہ عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر

اس شمارے میں

کمپوزنگ: محمد عثمان قادری
ٹائٹل ڈیزائن: محمد کلیم رضا

رابطہ آفس
فاروق آرٹس
سیکنڈ فلور وکیلانوالی گلی نمبر 4-5 کچہری بازار فیصل آباد
رابطہ نمبرز
041-2636130
0321-7611417

ناشر
صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

جامع مسجد محی الدین
سدھار (سبزی منڈی) جھنگ روڈ فیصل آباد

اداریہ اسلامی سال اور ہمارا حال

محب ومکرم قارئین کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نیا اسلامی سال مبارک ہو۔ ماہِ محرم الحرام کی یکم کو مرادِ رسول حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ دورانِ نماز حملہ ہوا۔ جو شہادت کی آرزو کی تکمیل کا سبب بنا۔ دسویں محرم الحرام کو نواسہ رسول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ حالت سجدہ میں تھے۔ کہ تن سر سے جدا کر دیا گیا۔ اللہ اکبر۔ تاریخ اسلام کی عظیم شہادتیں کیا پیغام دے رہی ہیں۔ مرادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بانی اسلام کی غلامی کا حق ادا کرتے ہوئے اسلام کا جھنڈا سربلند فرمایا۔ اسلام کی سربلندی مقصد حیات ہے۔

ہر سال محرم الحرام کا چاند نظر آتے ہی ایک عجیب ماحول نظر آتا ہے۔ اور وہ بھی سرِ بازار سڑکیں بلاک ہوتی ہیں۔ دکانیں بند کروا کے جلسے جلوس منعقد ہوتے ہیں۔ مگر مساجد میں نمازیوں کی حاضری میں کوئی اضافہ نہیں۔ کردار میں کوئی تبدیلی کا خیال نہیں۔ فاروقی وحسینی چال نہیں۔ بس یہ کہہ لیا جائے کہ ہمارا کوئی حال نہیں۔ جی ہاں۔ لمحہ بھر کیلئے سوچنا ہوگا تاریخ اسلام تو قربانیوں کی داستان سے بھری پڑی ہے۔ کرب وبلا کی تپتی زمین پر امام عالی مقام نے جامِ شہادت اور نیزے کی نوک پر قرآن کی تلاوت کر کے اُمت مسلمہ کو ایک عظیم الشان پیغام دیا ہے۔ کہ مسلمان اسلام کی خاطر جان کا نذرانہ بھی دے سکتا ہے۔ اور کرب کے حالات میں بھی نماز اور تلاوت قرآن کا عمل متروک نہیں کرتا۔ اور ہم لوگ نرم ونازک بستر پر بھی نماز، تلاوت قرآن اور اسلام کی سربلندی کا دھیان نہیں رکھتے۔ اسلام کیلئے وقت قربان نہیں کرتے۔ مال قربان نہیں کرتے۔ جان کی قربانی تو بڑا معنی رکھتی ہے۔ کیا ہم لوگ صرف نویں۔ دسویں محرم کو بازار بند کر کے گھروں میں بیٹھ کر حب صحابہ اور حب اہل بیت کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ نہیں بلکہ ہمیں اصحاب رسول اور آلِ رسول کی محبت میں وارفتگی کے ساتھ اُن کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے ہوئے۔ اُن کی تعلیمات پر عمل کر کے اپنا حال خوبصورت کرنے کی سعی جمیل کرنی چاہیے۔ اللہ کریم ہمارا حال اسی سال اچھا کر دے۔ (آمین)

مدیر اعلیٰ

مرادِ رسول حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

از:۔ خواجہ ریحان احمد صاحب

مختار دو عالم، فخر موجودات، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ ہیں۔

☆ اے عمر مجھے اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس راستے سے تم گزرو گے اس راستے سے شیطان نہیں گزرے گا۔

☆ آسمانی مخلوق میں ایسا کوئی نہیں جو عمر بن خطاب کی عزت وتوقیر نہ کرتا ہو۔ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہی ہوتے۔

☆ میرے بعد حق عمر کے ساتھ رہے گا خواہ وہ کہیں ہوں۔ اسلام عمر کی موت پر روئے گا۔

☆ عمر اصحابِ جنت کے چشم وچراغ ہیں۔

☆ جس شخص نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے عمر سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی۔

☆ یہ مبارک ہستی جن کے متعلق ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے ارشادات ہیں۔ فجار اعظم ثانی سے چار سال قبل اس عالمِ رنگ وبو میں تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام خطاب بن نفیل تھا۔ آپ کے والد اتنے امیر آدمی نہ تھے۔ لیکن اپنی قوم میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ طبعاً سخت گیر اور شجاع وبہادر تھے۔

آپ کے بچپن کے حالات کے بارے میں سب ماخذ خاموش ہیں۔ قرین قیاس یہی ہے کہ قریش کے عام لوگوں کی طرح آپ کا بچپن گزرا۔ سن رشد کو پہنچے تو باپ کے اونٹ چراتے رہے۔

اسی دوران میلانِ طبع کی وجہ سے پڑھنا لکھنا شروع کر دیا۔ ان دنوں نہ لکھنے کا رواج تھا۔ اور نہ ہی والدین اسے باعث افتخار خیال کرتے تھے۔ قریش میں گنتی کے چند لوگ تعلیم یافتہ تھے۔ جب محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اس وقت صرف سترہ قریشی خواندہ تھے جن

میں سے ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو نسب دانی، سپہ گری، پہلوانی وغیرہ جیسے مشاغل میں مصروف ہو گئے۔ جنہیں عرب لازمہ شرافت تصور کرتے تھے۔ خاندان میں نسب دانی کا فن موروثی تھا۔ آپ بذاتِ خود، آپ کی والدہ اور آپ کے دادا سب بڑے نساب تھے۔ پہلوانی میں بھی بے مثل کمال حاصل تھا۔ گھڑسواری میں بھی کوئی ہم پلہ نہ تھا۔ آپ اُچھل کر گھوڑے پر سوار ہوتے تھے۔ آپ کے چہرے پر ہمیشہ متانت اور سنجیدگی کھیلتی رہتی تھی۔ جذباتی مسائل میں بھی آپ کی رائے بڑی صائب و درست ہوتی آپ فرمایا کرتے۔

"یہ مرد کی شان نہیں کہ وہ ہمہ وقت حسن کی دلجوئی، ناز برداری اور تعریف میں گزار دے"۔

ذریعہ معاش تجارت تھا۔ اس غرض سے کئی ایک دور دراز ممالک میں تشریف لے گئے اس سے آپ کو لوگوں کی نفسیات، خیالات، عقائد و افکار کا جائزہ لینے اور انہیں پرکھنے کا موقع ملا۔ تجارت کو مال و دولت جمع کرنے کا ذریعہ خیال نہیں کیا کرتے تھے۔ بڑا معمولی سا منافع لیا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ تاجر پیشہ ہونے کے باوجود دوسرے تاجروں کے مقابل آپ کے پاس بہت کم دولت تھی۔ خود اعتمادی اور عزت نفس دو ایسے اوصاف ہیں جو انسان کو علم و حکمت اور معرفتِ کے طربناک، جزیروں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور منفی صفات سے کفارہ کشی میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ یہ دونوں اوصاف آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ اسی لئے آپ کے ہر عمل میں صداقت و خلوص ہوتا تھا۔ ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

"اے الٰہ العالمین! عمر بن الخطاب یا ابو جہل بن ہشام میں سے جس کو چاہے مسلمان بنا کر اسلام کو غلبہ عطا فرما"۔

لیکن حاکم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ

علیہ وسلم نے جو دعا فرمائی تھی۔ وہ صرف حضرت عمر کے بارے میں تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اللہ سے مانگا تھا۔ اسی لئے آپ مرادِ رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہو گئے۔ آپ سے پہلے 45 مرد اور 11 عورتیں حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آسمان والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں"۔

آپ کے اسلام لانے سے اسلام کو بڑی تقویت ملی۔ نبوت کے تیرھویں سال جب ہجرت کی اجازت ملی۔ تو آپ بیس صحابہ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ مسلح ہو کر مشرکین کے مجمع کو چیرتے ہوئے خانہ کعبہ گئے۔ نماز پڑھی۔ پھر کفار کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"جو چاہتا ہے کہ اپنی ماں کو اپنے پیچھے روتا چھوڑے۔ بچے یتیم ہوں، بیوی بیوہ ہو تو میرے ساتھ لڑے"۔

لیکن کسی کو جرات نہ ہوئی اور آپ بڑی انفرادیت سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے ایک مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے اہل آسمان میں جبرئیل و میکائیل کو اور اہل زمین میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کو میرے لئے نصرت کا ذریعہ بنایا اور باقی لوگ ان کے بعد آتے ہیں۔ یہ دیدہ و گوش پیغمبر ہیں۔

مسندِ خلافت پر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جلوہ افروز ہوئے تو حضرت عدی بن حاتم اور حضرت بسید بن ربیعہ رضی اللہ عنہما نے آپ کو امیر المومنین کے لقب سے پکارا اور پھر یہی زبان زد عام ہو گیا۔ آپ بڑے ذہین و فطین و بالغ نظر، مردم شناس مدبر اور صائب الرائے

تھے۔تحریر وکلام میں قوت و برجستگی تھی جو خطبہ اولین دیا اس میں ارشاد فرمایا۔

''اہل عرب سرکش اونٹ ہیں جن کی مہار مجھے دی گئی ہے۔ میں ان کو راستہ پر چلا کر چھوڑوں گا''۔

آپ کے عہد مسعود میں بے حد فتوحات ہوئیں۔ اسلامی سلطنت کو سرحدیں دور دور تک پھیل گئی۔ ایران، عراق اور مصر وشام کے تیس سے زائد شہر فتح ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حکمرانی نہ صرف لاکھوں مربع میل پر تھی بلکہ ہواؤں، پانیوں، آگ اور مٹی پر بھی حکم چلتا تھا۔ جب آپ نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر با آوازِ بلند کہا۔''یا ساریۃ الجبل'' جو اس وقت نہاوند میں مصروف جہاد تھے۔تو ہوا نے ان واحد میں آپ کی آواز کو ان کے کانوں تک پہنچایا۔ جب آپ نے دریائے نیل کے نام خط لکھا تو وہ خط جب اسمیں ڈالا تو وہ جاری ہو گیا۔ ایک دفعہ ایک غار سے خطرناک آگ نمودار ہوئی جس نے آس پاس کی چیزوں کو جلانا شروع کر دیا۔ تو آپ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو اپنی چادر مبارک دے کر بھیجا جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو آگ بجھ گئی۔ ایک دفعہ مدینہ پاک میں زلزلہ آیا۔ زمین کانپنے لگی۔ آپ نے زمین پر درہ مارا اور فرمایا۔

''اے زمین ساکن ہو جا کیا میں نے تیرے اوپر عدل نہیں کیا''۔

اسلام کے اس خلیفہ ثانی کی خلافت بام عروج پر تھا۔ کہ ابولولو فیروز نے 26 ذی الحج 23 ہجری کو عین حالت نماز میں آپ پر خنجر سے مسلسل چھ وار کئے۔ آپ شدید زخمی ہو کر گر پڑے۔ مختلف وصیتیں کیں اور پھر یکم محرم الحرام 24 ہجری بروز ہفتہ یہ عظیم راہنما، فرد جماعت عشرہ مبشرہ بے مثل منتظم، عادل وشجاع ہستی اپنے خالق حقیقی کے پاس چلی گئی۔

Mahnamamohiuddinfaisalabad@gmail.com

یہ کائنات جسم ہے اور جاں حسین رضی اللہ عنہ ہیں

از: مجذوب چشتی صاحب

افسانہ حیات کا عنواں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
یہ کائنات جسم ہے اور جاں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
ہر ذرہ ضو فشاں ہوا مانندِ کہکشاں
صحرائے کربلا! تیرے مہماں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
آئی خزاں کچھ اس طرح باغ بتول میں
دشتِ بلا میں بے سروساماں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
ٹوٹا یزیدیت کی سیہ رات کا فسوں
سچ تو یہ ہے کہ مشعلِ عرفاں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
سیراب خون سے کر دیا اسلام کا چمن
اِک بحرِ عزم و ہمت و اِیقاں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
ان کے دم قدم سے ہیں سب رونقیں یہاں
اِنسانیت کے درد کا درماں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
اِس بات کے ہیں شام کے بازار بھی گواہ
کچھ شک نہیں کہ ناطقِ قرآں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
سالک کے ساتھ جو رہے ہر ایک موڑ پر
وہ راہنمائے منزلِ ایماں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
اک پھول صرف گلشنِ زہرا رضی اللہ عنہا کا رہ گیا
خود بھی خدا کی راہ میں قرباں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
مجھ کو کسی کے دیں کی، نہ ایماں کی ہے خبر
مجذوب میرا دیں، میرا ایماں حسین رضی اللہ عنہ ہیں

ذکر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

از: خواجہ وحید احمد قادری صاحب

محرم الحرام اسلامی کیلنڈر کا پہلا اور اس عظیم اور بے مثال واقعہ کا یادگار مہینہ ہے۔ جس نے مسلمانوں کو ہر دور میں جبر اور استبداد کے سامنے سینہ سپر ہونے اور اسلام کی حفاظت کو زندہ اور جاوداں رکھنے کیلئے اپنی ہستی کو فنا کر دینے کا سبق دیا۔

امام حسین علیہ السلام دین کی بنیادی اقدار اور انسانی زندگی کے اسی طریق جہد وعمل اور اپنی اولاد کا خون دے کر اس طریق جہد وعمل کو جاوداں فرما گئے۔ ان کا راستہ روکنے کیلئے طاغوتی قوتیں ہجوم در ہجوم آئیں۔ انہوں نے سچائی کے اس عظیم اور بے مثل علمبردار کا سر کاٹ کر نیزے پر بلند کر دیا۔ اور خوشیوں کے شادیانے بجائے لیکن تاریخ نے دیکھا کہ سچائی خون آلود ہونے کے باوجود آج کے دن تک سر بلند ہے۔ اور جھوٹ کی وقتی وہنگامی فتح وکامرانی کو فنا کے گھاٹ اترے مدتیں گزر گئی ہیں۔ حسین علیہ السلام آج بھی زندہ ہیں اور یزید پر واقعہ کربلا کے چند سال بعد ہی ابدی موت طاری ہوگئی تھی۔

ہر سال محرم کا مہینہ جب تک آتا رہے گا۔ یزید کی ابدی ہلاکت اور امام حسین علیہ السلام کی تا قیامت زیست کی یاد تازہ ہوتی رہے گی۔ اور مسلمانانِ عالم ذکرِ امام حسین سے اپنی محفلوں کو ہمیشہ بقعہ نور بنائیں گے طریقہ جو بھی ہوگا۔ اس میں مشترک بات یہ ہوگی کہ سچائی کو سر بلند رکھنے کیلئے جان دے دینا مہنگا سودا نہیں۔ یاد کا یہی مشترک پہلو اسلام کی وساطت سے مسلمان قوم کو نیا خون اور نیا ولولہ عطاء کرتا ہے۔ امام حسین علیہ السلام جس بلند مقام باپ کے بیٹے تھے۔ ان کا اسم گرامی اور نام نامی علی شیر خدا ہے۔ جو کفر و باطل کے جنگل میں پھیلے حریف درندوں کے جسم و جان کو چیرنے پھاڑنے میں بالکل تامل نہیں برتتے تھے۔ وہ خیبر شکن تھے۔ انہوں نے اسلام کی روشنی کو قلعہ خیبر کے در و دیوار پر قیامت تک کیلئے مرتسم کرنے کیلئے بابِ خیبر کو حیدری توانائی کے ساتھ اکھاڑ پھینکا تھا۔ اور ہر اس یہودی پہلوان کے جسم کی تکا بوٹی کر دی تھی۔ جو میدانِ جنگ میں ان کے روبرو آیا۔

واقعہ کربلا کے مرکزی کردار حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام نامی اور اسم گرامی سے کون شخص واقف نہیں حسب ونسب کے اعتبار سے آپ اس ذات والا صفات کے نواسے تھے جو وجہ تخلیق کائنات اور باعثِ تقوینِ حیات تھی۔ اور خود آنحضور کے دادا آپ کے پردادا تھے۔ آپ کی ولادت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً تشریف لائے۔ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آواز دیکر فرمایا۔ کہ میرا بیٹا میرے پاس لاؤ۔ جب بچے کو ایک سفید چادر میں لپیٹ کر سرکار کے پاس لایا گیا۔ تو حضور نے اسے پیار کیا۔ اور اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ نام کے متعلق پوچھا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ”جو نام اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہو وہی بہتر ہے“۔

چنانچہ امام عالی مقام کا نام حسین رکھا گیا۔ یہ نام بھی اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی کے مطابق رکھا گیا۔ اور علامہ ابن سعد نے طبقات کبریٰ میں عمران بن آل سلیمان کی روایت سے لکھا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حسن اور حسین یہ دونوں نام اسمائے اہلِ جنت میں سے ہیں۔

یہ روایت بھی موجود ہے۔ کہ جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی شخص کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں رکھا گیا۔ اسی طرح حضرت علی، حسن وحسین بھی ایسے نام ہیں کہ ان سے پہلے کسی شخص کے یہ نام نہیں ہوئے گویا یہ نام ازل سے اپنی مبارک اور مقدس ہستیوں کے لئے مخصوص اور محفوظ تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دونوں نواسوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما سے جو بے پناہ محبت تھی۔ اس کا تذکرہ احادیث رسول اور کتب سیر میں نہایت کثرت اور تفصیل سے موجود ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور دونوں کانوں سے سنا کہ جناب رسالت مآب امام حسین کے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور امام حسین کے دونوں قدم سینہ مبارک پر تھے۔ راوی کا بیان ہے۔ کہ شہزادہ اتنا آگے بڑھا کہ اس کے دونوں

قدم حضور کے سینہ مطہر پر رکھے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اپنا منہ کھول اور آپ نے ان کے منہ کو چوما پھر فرمایا۔ پروردگار میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ۔ انہی کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ جناب امام حسین تشریف لائے اور آپ کے آغوش مبارک میں لیٹ گئے اور اپنی انگلیاں آپ کی ریش مبارک میں ڈالنے لگے۔ سرکار نے آپ کے منہ کو کھولا اور اپنا منہ آپ کے منہ پر رکھا۔ پھر فرمایا پروردگار! میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اس کو محبوب رکھ۔ اور اس کو بھی محبوب رکھ جو اسے محبوب رکھے۔

محبوبیت کا یہ عالم تھا کہ سرکار نماز پڑھتے سجدے کے عالم میں ہوتے اور یہ دونوں بھائی فرطِ محبت سے حضور کے کندھوں پر سوار ہو جاتے۔ تو حضور اپنے سجدے کو طویل کر دیتے۔ کسی چیز کی فرمائش کرتے تو آپ جب تک ان کی فرمائش کو پورا نہ کر دیتے آپ کو چین نہ آتا تھا۔

کسی وجہ سے اگر ان دونوں کے رونے کی آواز آتی تو بے قرار ہو جاتے۔ ایک بار ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکل کر جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر سے گزرے۔ تو امام حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز آئی۔ فوراً گھر میں داخل ہو کر فرمایا۔ "فاطمہ کیا تم نہیں جانتی کہ اس کے رونے سے میرا دل دکھتا ہے"۔ سرکار نے حضرت علی، سیدہ فاطمہ، امام حسن اور امام حسین کو اپنے اہل بیت کہا ہے۔ صرف شرافتِ نسبی یا سرکار کی فرزندی ہی جناب امام حسین کیلئے فخر و مباہات کا باعث نہ تھی۔ نہ محض سرکار انہیں صرف نواسے ہونے کے تعلق سے تمام دوسرے لوگوں سے زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ بلکہ چشم نبوت جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستقبل کا مشاہدہ کرنے کی قوت بھی حاصل تھی۔ اس پر یہ چیز روز روشن کی طرح عیاں تھی۔ کہ آپ کے یہ دونوں نواسے آگے چل کر تاریخ اسلام کی تشکیل میں اتنے اہم کردار ادا کریں گے کہ تاریخ انسانی کے افق پر قیامت تک چاند اور سورج کی طرح روشن رہیں گے۔ جب مسلمان اقوام عقائد کی بناء پر خانہ جنگیوں کو بالکل خیر آباد کہہ دیں گے۔ تبھی وہ دنیا اور عقبیٰ میں بھی سربلند ہوسکیں گی۔ اور تبھی وہ مقاصد بھی پورے ہوسکیں گے۔ جن کیلئے امام عالی مقام نے کربلا کے میدان میں اتنی عظیم قربانیاں دیں۔

نذرِ محبت

بخدمت گرامی خواجہ پیر علاؤالدین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ نیریاں شریف (آزاد کشمیر)

عاشقِ خیرالبشر خواجہ علاؤالدین ہیں
صدرِ اربابِ نظر خواجہ علاؤالدین ہیں

شخصیتِ والا گہر خواجہ علاؤالدین ہیں
ایک ذاتِ معتبر خواجہ علاؤالدین ہیں

خوش خیال و خوش خصال و خوش جمال و خوش مقال
خوش ادا و خوش نظر خواجہ علاؤالدین ہیں

حق ادا و حق نوا و حق بیان و حق پسند
حق شناس و حق نگر خواجہ علاؤالدین ہیں

ناشرِ احکامِ قرآن و احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
دینِ حق کے راہ بر خواجہ علاؤالدین ہیں

عالمِ دین، فاضلِ دوراں، فقیہہ نکتہ داں
اہلِ ایمان کی سپر خواجہ علاؤالدین ہیں

اہلِ عرفان و تصوف کی نظر میں بالیقین
مقتدا و مقتدر خواجہ علاؤالدین ہیں

ہے قمر! ان کی زیارت وجہِ تسکینِ نظر
راحتِ قلب و جگر خواجہ علاؤالدین ہیں

دلوں کی آبیاری کا وقت

مرشد کریم حضرت علامہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ملفوظات "مفتاح الکنز" سے انتخاب

دل ایک خوبصورت زمین ہے جس نے اس کی آبپاری اور کاشت کی اس کو اتنی فصل ملی ہے کہ صرف وہ اور اس کا خاندان ہی نہیں بلکہ جو بھی اس راستے میں گذر گیا اس کیلئے بھی اللہ تعالیٰ نے اس کے روحانی رزق کا بندوبست فرما دیا۔ دل کی زمین کی کاشت کا بھی وقت مقرر ہے جس طرح دنیادار دن کو کماتا ہے اور رات کو آرام کرتا ہے

اسی طرح دل کی زمینیں کاشت کرنے والے رات کو کمائی کرتے اور دن کو تقسیم کرتے ہیں اس کے لئے اصول بھی یہی ہے کہ کمائی کرو تو ایسے وقت میں کرو کہ کوئی دوسرا نہ دیکھے جس نے آپ کو تنخواہ دینی ہے اور آپ کے اوقات لکھنے ہیں اس کے ساتھ ایسا رابطہ رکھو کہ آپ کے کمرے میں رہنے والے بھی آپ کی کمائی سے بے خبر رہیں یہ کمائی ایسی بابرکت ہے کہ ایک کماتا ہے اور لاکھوں کھانے والے قیامت تک کھاتے ہیں آپ نے دیکھا ہے کہ دنیا کی حکومت کسی شخص کو ایک مدت کے لیے اپنا ملازم رکھے تو اس کو تنخواہ دیتی ہے اس کے باوجود جب اس کی مدت ملازمت ختم ہو جائے تو اس کی پنشن مقرر کر دیتی ہے اس کی حکمت دانشور لوگ یہ بتاتے ہیں کہ زندگی کا قیمتی دور گورنمنٹ نے لے لیا اب آنکھیں کمزور پڑ گئیں ہاتھ ڈھیلے پڑ گئے پاؤں کمزور ہو گئے تو گورنمنٹ نے اس کی وفاء کے بدلے میں پنشن کا اعلان کر دیا تاکہ بڑھاپے میں رسوائی نہ ہو۔ دنیا کی حکومت اگر وفاداری کے بدلے میں پنشن دیتی ہے تو وہ رب جو سارے جہانوں کا، اپنے بیگانے کا، مقر و منکر کا پالنے والا ہے وہ بھی اپنے بندوں کی وفاء کے بدلہ میں پنشن مقرر فرماتا ہے۔ "فَاذْكُرُوْنِیْ" کے بدلہ میں "اَذْكُرْكُمْ" کے وعدہ کو یوں پورا فرماتا ہے کہ مخلوق کے دلوں میں احترام زبان پر اس کے تذکرے دربار میں لنگر، مزارِ پُر انوار پر رحمت کی برسات جاری ہے جو اس کے پاس آتا ہے۔ اس کی ظاہری بھوک بھی دور اور باطنی پیاس بھی دور فرماتا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اللہ کا ذکر اور نبی پاک صلی

اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نعت شریف کا ہدیہ یہ دونوں بڑے مقبول عمل ہیں یہ ہمیشہ یاد رکھو جس کو اللہ تعالیٰ اپنے کرم اور اپنی مہربانیوں سے نوازنا چاہے اس کو اپنی یاد کی توفیق عطا فرماتا ہے اور جس کو اللہ کے ذکر اور سجدہ عبادت کی توفیق میسر نہیں وہ اگر بڑا بھی ہے تو خاک کا ایک ذرہ ہے اور بس! اللہ تعالیٰ کا اپنا ارشاد پاک ہے۔

"اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ"

آپ لوگ ایک دوسرے کے نزدیک جتنے بھی بڑے ہو جائیں میرے نزدیک بڑا وہی ہے جس کو میری بارگاہ میں محبت کے ساتھ سجدہ کرنے کا اعزاز حاصل ہے اور تقویٰ کی دولت میسر ہے دنیا کی تکلیف تھوڑی ہو یا زیادہ یہ ختم ہونے والی ہے خوشی کو دوام ہے نہ غم کو اگر کوئی دائمی خوشی ہے تو وہ اللہ کی رحمت ذکر و عنایت والی خوشی ہے۔ اپنی بھرپور صحت و جوانی کے زمانے میں اللہ کے ذکر و سجدہ بندگی سے غافل نہ رہیں یہی سب سعادتوں سے بڑی سعادت ہے۔ کیا معلوم کب اور کس وقت بلاوا آ جائے۔ شہر سے باہر صحراء میں زمین کے اندر گڑھا کھود کر ایک ترتیب کے ساتھ اس میں لٹا کر اوپر مٹی ڈال دی جائے گی۔ لیکن جس انسان نے اللہ کے ساتھ یاری کا رشتہ قائم کیا ہو وہ بھی بے شک قبر میں ہی ہے لیکن اس کی قبر جنت کا حصہ ہے اور وہ شخص خوش نصیب ہے۔

آپ خود غور فرمائیں جس وقت انسان وضو کر کے اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کو کس قدر سکون و آرام ملتا ہے نماز سے فارغ ہو کر جب ہاتھ اُٹھاتا ہے اللہ کے ساتھ اس کی کتنی خوبصورت گفتگو ہوتی ہے اور وہ شخص کتنا اللہ کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ دو چیزیں ہیں۔ اللہ کا ذکر اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ادب اس کے بعد جو نماز ہے وہ مقبول نماز ہے جس نماز میں اللہ کا ذکر ہے اور نہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و محبت وہ ایک رسم ضرور ہے عبادت نہیں ہے۔

اس وقت مجلس میں آپ جتنے ساتھی موجود ہیں۔ الحمد اللہ آپ کی عادات اور عقیدے اچھے ہیں اور آپ کے اندر ادب و خلوص موجود ہے اس دوران ذکر میں کبھی کوتاہی نہیں ہونی

چاہیے۔ یہ ناممکن ہے کہ بندے کا ایمان سلامت ہو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیار رکھتا ہو اور پیشانی سجدوں سے خالی ہو۔ اس جہان میں کچھ نہیں ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح مسافر رات گزارتا ہے اس طرح زندگی گزارو۔ جس طرح مسافر کے پاس کھانے پینے کا بندوبست، کمرہ بستر روشنی کا انتظام موجود ہے وہ جتنا بھی آرام کرے اس کے دل میں یہ فیصلہ موجود ہوتا ہے کہ صبح میں نے سفر کرنا ہے وہ جب سفر پر روانہ ہوگا اس کے دل میں کبھی خیال نہیں آتا کہ یہ کمرہ میری ملکیت ہے آپ اس جہاں میں جتنا عرصہ بھی رہو گے یہ آپ کے عارضی ٹھکانے ہی ہیں آپ کا اصل ٹھکانا آخرت ہے جس کو آخرت کی فکر خوف، گناہ سے بچنے کا جذبہ نیکی کمانے کا شوق موت کو پیشِ نظر رکھ کر اللہ کو راضی کرنے کا جذبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہونے کا تصور کرکے بار بار درود شریف کا ہدیہ پیش کرنے کی سعادت میسر ہے وہ بڑا ہی خوش نصیب انسان ہے یہ شخص دنیا میں جتنی دیر رہتا ہے اس کی مثال چراغ کی طرح ہے اور جب دنیا چھوڑتا ہے قبرستان اس کی جنت بنتا ہے اور میدان قیامت میں پہنچے گا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنی شفاعت کی کملی میں چھپا لیں گے آپ جوانی، صحت اور عمر کے اس خوبصورت دور میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں کمی نہ ہونے دینا۔ دنیا اتنی کماؤ کہ محتاجی نہ ہو اور دین اتنا کماؤ کہ اللہ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں۔

زندگی کا اچھا دور صحت مندی کا دور ہی ہے اعضاء جواب دے جائیں بڑھاپا غالب ہو جائے جسم کمزور اور محتاج ہو جائے اس وقت بندگی کرو گے تو وہ محتاجی والی بندگی ہوگی۔

صحت مندی کے زمانے میں اللہ کیساتھ پیار کا رشتہ قائم کرو ذکر و فکر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیار میں وقت گزارو۔ دنیا ضرور کماؤ تاکہ محتاجی نہ ہو نیکیاں کماؤ تاکہ قبر جنت بن جائے اور تمام اوراد و وظائف سے بہتر دو چیزیں ہیں۔

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر نہایت آسان اور میزان عدل میں نہایت وزنی پہاڑ کے برابر گناہ ہوں اور یہ دو کلمے جاری رہیں ان کلمات کے سامنے تمام گناہ ختم ہو جائیں گے وہ دو کلمے یہ ہیں۔

"سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ"

یہ کلمات اکثر اوقات اپنے ورد میں رکھیں۔

اور دوسرا وظیفہ

اللھم صلی علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و بارك وسلم

اس کے ساتھ دل و دماغ پاک صاف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ یہ آپ کے جان و ایمان کی سلامتی کی ضمانت ہے اور بالخصوص جوانی میں بہت زیادہ اللہ کا ذکر کریں یہی کمائی کا دور ہے اللہ تعالیٰ آپ تمام حضرات کی دنیا و آخرت روشن فرمائے۔

(میرپور۔ اکتوبر 1998ء)

لشکر اشقیا کے سامنے امام برحق سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے تاریخ ساز خطبات

از: نثار احمد المصباحی صاحب

راہِ حق میں ایک خطبہ:۔

اے لوگو! خدا کے سامنے اور تمہارے سامنے میرا عذر یہ ہے کہ میں اپنی طرف سے یہاں نہیں آیا ہوں میرے پاس تمہارے خطوط پہنچے قاصد آئے۔ مجھے بار بار دعوت دی گئی کہ ہمارا کوئی امام نہیں۔ آپ آیئے تا کہ خدا ہمیں آپ کے ہاتھ پر جمع کر دے۔ اگر اب بھی تمہاری یہی حالت ہے تو میں آ گیا ہوں۔ اگر مجھ سے عہد و پیان کے لئے تیار ہو جن پر میں مطمئن ہو جاؤں تو میں تمہارے شہر چلنے کو آمادہ ہوں۔ اگر ایسا نہیں ہے بلکہ تم میری آمد سے ناخوش ہو تو میں وہیں واپس چلا جاؤں گا جہاں سے آیا ہوں۔

دوسرا خطبہ:۔

اے لوگو! اگر تم تقویٰ پر ہو اور حقدار کا حق پہچانو تو یہ خدا کی خوشنودی کا باعث ہوگا۔ ہم اہلِ بیت ان مدعیوں سے زیادہ حکومت کے حقدار ہیں۔ ان لوگوں کا کوئی حق نہیں۔ یہ تم پر ظلم و جور سے حکومت کرتے ہیں۔ لیکن اگر تم ہمیں ناپسند کرو۔ ہمارا حق نہ پہچانو اور اب تمہاری رائے اس کے خلاف ہو گئی ہو۔ جو تم نے مجھے اپنے خطوط میں لکھی اور قاصدوں کی زبانی پہنچائی تھی تو میں واپس چلے جانے کے لئے بہ خوشی تیار ہوں۔

ایک اور خطبہ:۔

راستہ میں کئی مقامات پر بھی آپ نے دوستوں اور دشمنوں کو مخاطب کیا۔ مقام بیضا میں خطبہ دیا۔
"اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی ایسے حاکم کو دیکھے جو ظلم کرتا ہے۔ خدا کی قائم کی ہوئی حدیں توڑتا ہے۔ عہدِ الٰہی شکست کرتا ہے۔ سنتِ نبوی کی مخالفت کرتا ہے۔ خدا کے بندوں پر گناہ اور سرکشی سے حکومت کرتا ہے۔ اور دیکھنے پر بھی نہ تو اپنے فعل سے اس کی مخالفت کرتا ہے نہ اپنے قول سے سو خدا ایسے لوگوں کو اچھا ٹھکانہ نہیں بخشے گا۔ دیکھو یہ لوگ

شیطان کے پیرو بن گئے ہیں رحمٰن سے سرکش ہو گئے ہیں فساد ظاہر ہے۔ حدود الٰہی معطل ہیں۔ مال غنیمت پر ناجائز قبضہ ہے خدا کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرایا جا رہا ہے۔ میں ان کی سرکشی کو حق و عدل سے بدل دینے کا سب سے زیادہ حق دار ہوں۔ تمہارے بے شمار خطوط اور قاصد میرے پاس پیام بیعت لے کر پہنچے۔ تم عہد کر چکے ہو کہ تم مجھ سے بے وفائی نہ کرو گے اور نہ مجھے دشمنوں کے حوالے کرو گے۔ اگر تم اپنی اس بیعت پر قائم رہے تو یہ تمہارے لئے راہ ہدایت ہے کیوں کہ میں حسین بن علی رضی اللہ عنہ رسول کا نواسہ ہوں۔ میری جان تمہاری جان کے ساتھ میرے بال بچے تمہارے بال بچوں کے ساتھ ہیں۔ مجھے اپنا نمونہ بناؤ اور مجھ سے گردن نہ موڑو لیکن اگر تم یہ نہ کرو بلکہ اپنا عہد توڑ دو اور اپنی گردن سے میری بیعت کا حلقہ نکال پھینکو تو یہ بھی تم میرے باپ بھائی اور عم زاد مسلم کے ساتھ ایسا ہی کر چکے ہو۔ وہ فریب خوردہ ہے جو تم پر بھروسہ کرے لیکن یاد رکھو تم نے اپنا ہی نقصان کیا ہے اور اب بھی اپنا ہی نقصان کرو گے تم نے اپنا حصہ کھو دیا۔ اپنی قسمت بگاڑ دی جو بد عہدی کرے گا خود اپنے خلاف بد عہدی کرے گا۔ خدائے تعالیٰ عنقریب مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (ابن جریر اور کامل)

ایک اور تقریر:۔

ایک اور جگہ یوں تقریر فرمائی۔ "معاملہ کی جو صورت ہو گئی ہے تم دیکھ رہے ہو" دنیا نے اپنا رنگ بدل دیا۔ منہ پھیر لیا۔ نیکی سے خالی ہو گئی۔ ذرا سی تلچھٹ باقی ہے۔ حقیر سی زندگی رہ گئی ہے۔ ہولناکی سے احاطہ کر لیا ہے۔ افسوس تم دیکھتے نہیں کہ حق پسِ پشت ڈال دیا گیا ہے؟ باطل پر اعلانیہ عمل کیا جا رہا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کا ہاتھ پکڑ لے۔ وقت آ گیا ہے۔ کہ مومن حق کی راہ میں شہادت ہی کو چاہتا ہوں ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا بجائے خود جرم ہے۔

دشمن کے سامنے خطبہ:۔

جب دشمن قریب آ گیا تو آپ نے اونٹنی طلب کی۔ سوار ہوئے۔ قرآن سامنے رکھا اور دشمن کی صفوں کے سامنے کھڑے ہو کر بلند آواز سے یہ خطبہ دیا۔

"لوگو! میری بات سنو جلدی نہ کرو مجھے نصیحت کرنے دو۔ اپنا عذر بیان کرنے دو۔ اپنی آمد کی وجہ کہنے دو اگر میرا عذر معقول ہو اور تم اسے قبول کر سکو اور میرے ساتھ انصاف کرو تو یہ تمہارے لئے خوش نصیبی کا باعث ہوگا۔ اور تم میری مخالفت سے باز آجاؤ گے۔ لیکن اگر سننے کے بعد بھی تم میرا عذر قبول نہ کرو اور انصاف کرنے سے انکار کرو تو پھر مجھے کسی بات سے انکار نہیں ہے۔ تم اور تمہارے سارے ساتھی ایکا کر لو۔ مجھ پر ٹوٹ پڑو مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو میرا اعتماد ہر حال میں صرف پروردگار عالم پر ہے۔ اور وہ نیکو کاروں کا حامی ہے"۔

آپ کی اہلِ بیت نے یہ کلام سنا تو شدتِ تاثر سے بے اختیار ہو گئیں۔ اور خیمہ سے آہ وبکا کی صدا بلند ہوئی۔ آپ نے اپنے بھائی عباس اور اپنے فرزند کو بھیجا تا کہ انہیں خاموش کرآئیں اور کہا۔۔۔ ابھی انہیں بہت رونا باقی ہے۔" پھر بے اختیار پکار اُٹھے۔ خدا ابن عباس کی عمر دراز کرے۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عباس کی۔ راوی کہتا ہے۔ کہ جملہ اس لئے آپ کی زبان سے نکل گیا کہ مدینہ میں عبداللہ بن عباس نے عورتوں کے ساتھ لے جانے سے منع کیا۔ مگر آپ نے اس پر توجہ نہ کی تھی۔ اب ان کا جزع وفزع دیکھا تو عبداللہ بن عباس کی بات یاد آگئی۔ پھر آپ نے ازسرنو تقریر شروع کی۔

"لوگو! میرا حسب ونسب یاد کرو۔ سوچو میں کون ہوں؟ پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو۔ اور اپنے ضمیر کا محاسبہ کرو۔ خوب غور کرو کیا تمہارے لئے میرا قتل کرنا اور میری حرمت کا رشتہ توڑنا روا ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کی لڑکی کا بیٹا اس کے عم زاد کا بیٹا نہیں ہوں۔ کیا سید الشہد اامیر حمزہ میرے باپ کے چچا نہیں تھے۔ کیا ذوالبجاحین جعفر الطیار میرے چچا نہیں تھے۔ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مشہور قول نہیں سنا کہ آپ میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرماتے تھے۔ سید الشباب اھل الجنہ (جنت میں نوعمروں کے سردار) اگر میرا یہ بیان سچا ہے اور ضرور سچا ہے کیونکہ واللہ میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد سے لے کر آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ تو بتلاؤ کیا تمہیں برہنہ تلواروں سے میرا استقبال کرنا چاہیے؟ اگر تم میری بات کا یقین نہیں کرتے تو

تم میں ایسے لوگ موجود ہیں جن سے تصدیق کر سکتے ہو۔ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھو۔ ابوسعید خدری سے پوچھو۔ سہیل بن سعد ساعدی سے پوچھو زید بن ارقم سے پوچھو۔ انس بن مالک سے پوچھو۔ وہ تمہیں بتائیں گے۔ کہ انہوں نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ یا نہیں؟ کیا یہ بات بھی تمہیں میرا خون بہانے سے نہیں روک سکتی؟ واللہ اس وقت روئے زمین پر بجز میرے کسی نبی کی لڑکی کا بیٹا موجود نہیں۔ میں تمہارے نبی کا واسطہ نواسہ ہوں! کیا تم مجھے اس لئے ہلاک کرنا چاہتے ہو کہ میں نے کسی کی جان لی ہے۔ کسی کا خون بہایا ہے۔ کسی کا مال چھینا ہے۔؟ کہو کیا بات ہے؟ آخر میرا قصور کیا ہے؟

نورِ قرآن و حدیث

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے آپ کو ان لوگوں کے پاس روکو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ وہ اس کی رضا کے طالب ہیں۔ اور ان سے اپنی نگاہیں مت ہٹاؤ۔ (سورۃ الکھف آیت ۲۸)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے بندوں میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ کہ نہ تو وہ انبیاء ہیں اور نہ ہی شھدا ہیں۔ قیامت کے دن اللہ کی طرف سے ان کا مرتبہ دیکھ کر انبیاء اور شھدا بھی رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا ایسی قوم ہے جو اللہ کی خاطر روحانی محبت رکھتے ہوں گے۔ نہ کوئی رشتہ داری ہوگی۔ اور نہ مالی لین دین ہوگا۔ اللہ کی قسم ان کے چہرے نور ہوں گے۔ اور دو نور کے اوپر ہونگے۔ وہ نہیں ڈریں گے۔ جب کہ لوگ ڈر رہے ہوں گے۔ اور غمگین نہیں ہونگے۔ جبکہ لوگ غمگین ہونگے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ خبردار اللہ کے رسول کو نہ کوئی خوف ہوگا نہ کوئی غم ہوگا۔ (ابوداؤد حدیث رقم ۳۵۲۷) (ادارہ)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور اتباع شریعت

از:۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی صاحب

تصوف تلاشِ احسن کی ایک فعال تحریک کا نام ہے کہ اس کے دائرہ کار میں عقائد کی پاکیزگی سے لے کر اعمال کی ہمہ جہت طہارت تک پوری زندگی کی تگ و دو شامل ہے۔ یہ دینی صیانت کا وہ نظام ہے۔ جو ہمہ خیر ہے تاریخ گواہ ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی تشکیل کے اولین مراحل سے ہی یہ مقدس مشن روبہ عمل آ گیا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں اس کے شواہد بڑے نمایاں ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی اُسوہ حسنہ سے کسبِ فیض کیا تھا اس لئے اُن کی زندگیوں میں للّٰہیت کے ایسے ایسے جلوے نمودار ہوئے کہ اُن کی نورانیت آج تک درخشندہ ہے مگر یہ بھی حقیت ہے کہ جہاں اُفتادِ طبع کے باعث کوئی جھول در آنے لگا تو فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول اور اپنے عمل سے اس کی اصلاح کر دی۔ اس طرح حیاتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہر طور محفوظ رہی، نبوی پناہ میں بسر کی جانے والی زندگی راستی کے حصار میں رہی اور یہ قافلہ رُشد روشنیاں بکھیرتا رواں دواں رہا۔ اُسوہ حسنہ اور فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم راہنمار ہے۔ اس لئے جادہ مستقیم سے انحراف کی کوئی صورت مستحکم نہ ہو سکی۔ تابعین کے دور میں بھی روحانیت کا یہ سفر، سفر نصیب رہا اور تصوف کے نمائندہ اکابر کے ہاں تصوف نشرِ اسلام کی ایک تحریک ہی رہا۔ یہ پناہ اور یہ حفاظت اس لئے ہمہ وقت حصار بنی رہی کہ منہاجِ شریعت کا پہرہ ہمہ گیر تھا۔ صدیوں کا سفر یہ واضح کر رہا ہے کہ شریعتِ مطہرہ ہر دور میں اور ہر موڑ پر ہدایت کا وسیلہ رہی ہے۔ ہر نئی تحریک اور ہر نیا رجحان اس لئے سلامت رہا کہ فرامین رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت راہنمار ہے، ثابت ہوا کہ تصوف کی اثر آفرینی اور طہارت اتباع شریعت کا فیضان ہے اور اگر تصوف کے نام پر شریعت سے انحراف یا بغاوت نمودار ہو تو وہ تصوف کے نام پر تصوف سے انکار ہے۔ ولایت قربِ خالق کا وسیلہ ہے اور قرب کی یہ منزل اتباعِ رسالت پر منحصر ہے۔ اصحابِ صفہ سے اولیاء کرام اپنی

نسبت جوڑتے ہیں۔ اس سے بھی یہی مقصود ہے کہ سرتا پا اطاعت کا اعلان ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے صوفیاء کرام اور اولیاء عظام کے تذکرے میں اصحابِ صفہ کو نمایاں مقام دیا ہے۔ تصوف کا کوئی چلن شریعت کو نظر انداز کر کے اگر لائقِ تعظیم ہوتا تو یہ ممکن نہ تھا کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سلاسل صوفیاء کی ابتداء حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کرتے کہ جن کا امتیاز ہی یہ تھا کہ اُن کی زندگی سراپا اطاعت شعاری کے سایوں میں رہی تھی۔ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم صوفیاء کے امام ہیں اور ان کی زندگیاں صوفیاء کے لئے لائقِ تقلید ہیں۔

تصوف کے حوالے سے جو تحریر یا جو نمائندگی قرن اول میں موجود ہے وہ سب اتباعِ شریعت کا نمونہ ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جب ان کا تذکرہ کرتے ہیں تو ریاضت و مجاہدے کے ساتھ اتباعِ شرع کا حوالہ بھی دیتے ہیں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نمایاں تذکرہ صوفیاء کی روشِ حیات کو پابندِ آداب بنانے کا عمدہ ذریعہ ہے اس سے یہ خیالِ خام بھی لائقِ تردید ٹھہرا کہ فقہ اور تصوف دو مختلف شاہراہیں ہیں جن کے درمیان ملاپ کی کوئی صورت نہیں۔ کشف المحجوب کا ورق ورق اس رجحان کی نفی کر رہا ہے۔ تصوف کے حوالے سے لکھی جانے والی یہ کتاب، شرعی احکام کی دستاویز معلوم ہوتی ہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تو تدریسِ فقہ کو اپنا معمول بتاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ

''میں ایک دن صوفیوں کی ایک جماعت کو پڑھا رہا تھا چونکہ یہ لوگ مبتدی تھے ان کو مفہوم سمجھا رہا تھا کہ جاہل درمیان میں دخل انداز ہوا۔ میں اُس وقت اونٹ کی زکوۃ کے مسائل بیان کر رہا تھا۔ اور بنت لبون، بنتِ مخاض اور حقہ کی احکام سمجھا رہا تھا۔ اس جاہلِ مرکب کے دل میں یہ بات تنگی کا موجب بنی اور اُٹھ کھڑا ہوا اور مجھ سے کہنے لگا میرے پاس اُونٹ نہیں ہیں۔ بنت لبون کا علم میرے کس کام آئے گا؟ میں نے اس سے کہا اے شخص جس طرح ہمیں زکوۃ دینے

کے لئے علم کی حاجت ہے۔ اسی طرح ہمیں زکوۃ وصول کرنے کے لئے بھی علم کی ضرورت ہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ علم فقہ کا درس دیتے تھے۔ یہ صرف علم نہ تھا بلکہ علم کی تحریک تھی اس لئے سوال کے جواب میں ہر دو صورتیں بیان کر دیں اور یہ بھی کہ جو انکار کی روش اپناتا ہے اُسے آپ نے جاہل بلکہ جاہلِ مرکب قرار دیا۔

اتباع شریعت پر اس قدر اصرار رہا کہ معمولی سے انحراف پر بھی سرزنش کی بلکہ بے رُخی دکھائی۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ لوگوں نے آپ کو بتایا کہ فلاں شہر میں اللہ کا ایک ولی رہتا ہے۔ آپ نے اُس کی زیارت کی غرض سے سفر شروع کیا۔ اُس کی مسجد کے پاس پہنچے تو وہ مسجد سے نکل رہا تھا۔ دیکھا کہ وہ منہ کا تھوک فرشِ مسجد پر گرا رہا ہے۔ آپ وہیں سے واپس لوٹ آئے۔ سلام تک نہ لیا۔ ایسا کیوں کیا فرماتے ہیں۔

”میں نے کہا کہ ولی کے لئے شریعت کی پاسداری ضروری ہے تا کہ حق تعالیٰ اس کی ولایت کی حفاظت فرمائے اگر یہ شخص ولی ہوتا تو اپنے منہ کے تھوک سے مسجد کی زمین کو آلودہ نہ کرتا اس کا احترام کرتا۔

کیا یہ ناپسندیدگی مقبول ہوئی خود فرماتے ہیں۔

”اسی رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے بایزید جو کام تم نے کیا ہے اس کی برکتیں تم ضرور پاؤ گے۔

یہ بھی نقل کیا کہ حضرتِ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا ولی کون ہے۔

اُنہوں نے فرمایا۔

”ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کے تحت صبر کرے“۔

کیونکہ جس کے دل میں محبت زیادہ ہوگی اتنی ہی وہ اس کے حکم کی دل سے تعظیم کرے گا اور اس کی مخالفت سے دور رہے گا۔

محبت، حکم کے تعظیم کی محرک ہے وہ دعویٰ محبت کیا ہوا جس میں احکام کے اتباع کا ذوق فراواں نہ ہو، حضرت داتا رحمۃ اللہ علیہ ایسے دعویداران محبت کا محاسبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”جو یہ کہتا ہے کہ بندہ محبت میں اس کمال تک پہنچ جاتا ہے کہ اس سے طاعتیں اُٹھ جاتی ہیں۔ حالانکہ زندیقی اور بے دینی ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ عقل کی درستگی کی حالت میں بندے سے احکام ساقط ہو جائیں۔ وجہ یہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر گز منسوخ نہ ہوگی“۔

پھر آخری فیصلہ دیا کہ

”یہ بات خالص بے دینی کی ہے۔“

ذرا صاحب شریعت ولیوں کے سرتاج کا لہجہ دیکھئے۔ اطاعت و اتباع مومن کی شناخت ہے۔ وہ کسی حال میں ہو اُس حال کے مطابق شریعت پر عمل اُس پر لازم ہے۔ ریاضتیں اور مجاہدے شریعت سے بے نیاز یا بالاتر کرنے کے لئے نہیں ہوتے بلکہ ان سے شریعت پر عمل درآمد کی تحریک ملتی ہے۔ ایک عام مسلمان کا عمل، ظاہر داری کا نتیجہ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ نماز میں ہو تو ارکان کا بظاہر ادائیگی پر اکتفا کرتا ہے کہ سر جھک گیا ہے مگر صوفیاء کے سجدے صرف سر جھکانے تک محدود نہیں رہے اُن کے سر بھی جھکتے ہیں اور دل بھی سجدے کرتے ہیں۔ یہ ولی کی پہچان ہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ یہ ہے کہ

”اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو جہان کا والی بنایا ہے یہاں تک کہ وہ خاص سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہو کر رہیں اور نفس کی پیروی کی راہوں کو چھوڑ دیں۔

فیصلہ بڑا واضح ہے کہ اولیاء کی جہاں بانی کی اساس سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مداومت ہے۔ سنت کی برکات سے اولیاء کے مراتب بلند ہوتے ہیں پھر اُن کے وجود فیضِ رسانی کا ذریعہ بنتے ہیں یہاں تک کہ

''آسمان سے رحمتوں کی بارش انہیں کے قدموں کی برکت سے ہوتی ہے اور زمین میں جو کچھ اُگتا ہے وہ انہیں کی برکت اور ان کے احوال کی صفائی کی بدولت پیدا ہوتا ہے۔ کافروں پر مسلمانوں کی فتح یابی انہیں کے ارادے سے ہے۔

آسمانی رحمتوں اور زمینی برکات کے اسباب میں صاحبانِ علم وعمل کی دعائیں بھی شامل ہیں۔ یہ عنایات جو کرامات کہی جاسکتی ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق اتباع شریعت میں انہماک اور پاسداری کا نتیجہ ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک تمام کرامتوں اور عظمتوں کی اساس شریعتِ مطہرہ ہے، شریعت اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جس قدر خلوص سے عمل ہوگا اُسی قدر منزلت رفیع ہوگی مالک الملک کی رضا کا حصول بھی اسی اتباع میں ہے۔ بے شمار قوتیں اُسی قادر و قیوم کے احکام ماننے سے میسر آتی ہیں۔ اس جانب حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار اشارہ کیا ہے۔ کبھی فرمان کی صورت میں تو کبھی حکایت کی پیرائے ہیں۔ تذکرہ نگاری کے حوالے سے بھی اسی مرکزی نقطہ پر توجہ مرکوز رکھتے ہیں۔ مثلا حضرت حبیب بن اسلم راعی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''آپ بکریاں پالتے تھے اور فرات کے کنارے چرایا کرتے تھے۔ آپ کا مسلک خلوت گزینی تھا۔ ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا گزر اس طرف ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ تو نماز میں مشغول ہیں اور بھیڑیا ان کی بکریوں کی رکھوالی کر رہا ہے۔ میں ٹھہر گیا کہ اس بزرگ کی زیارت سے مشرف ہونا چاہیے جن کی بزرگی کا کرشمہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں بڑی دیر تک انتظار میں کھڑا رہا یہاں تک کہ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کے جواب کے بعد فرمایا۔ کس کام سے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا، بغرضِ زیارت فرمایا۔ جزاک اللہ اس کے بعد میں نے عرض کیا یا حضرت آپ کی بکریوں سے بھیڑیئے کو ایسا لگاؤ ہے کہ وہ ان کی حفاظت کر رہا ہے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ بکریوں کے چرواہے کو حق تعالیٰ سے دلی

ربط ہے۔ یہ فرما کر آپ نے لکڑی کے پیالے کو پتھر کے نیچے رکھ دیا۔ پتھر سے دو چشمے جاری ہوئے ایک دودھ کا دوسرا شہد کا۔ پھر فرمایا نوش کرو۔

''سوال کیا گیا کہ یہ مقام کیسے حاصل ہوا۔ جواب تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم اگرچہ موافق بھی نہ تھی مگر پتھر سے اُسے پانی ملا اور آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے ہیں۔ جواب بڑا واضح تھا۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرماں بردار ہوں تو یہ پتھر مجھے دودھ اور شہد کیوں نہ دے گا۔

فرماں بردار اُمتی ہونا ہی وجہ شرف و کرامت ہے اور وہی دعویدارِ تصوف معتبر ہے جو اتباع شریعت پر ہمیشہ کمربستہ رہتا ہے مگر افسوس ایسے مخلصین کم کم ہیں زیادہ تر ایسے دعویدار ہیں جن کا مقصود دنیاداری ہے۔ یہ گلہ آج ہر دردمند مسلمان کو ہے کہ۔

اُمت خرافات میں کھوگئی

حیرت ہے کہ یہ شکوہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو بھی تھا فرماتے ہیں کہ۔

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے زمانہ میں پیدا فرمایا ہے کہ لوگوں نے اپنی خواہشات کا نام شریعت، حبِ جاہ کا نام عزت، تکبر کا نام علم اور ریاکاری کا نام تقویٰ رکھ لیا ہے۔۔۔ پھر فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو ترک کرنے کا نام طریقت رکھ لیا ہے۔

عصرِ حاضر بھی اسی عذاب میں گرفتار ہے کہ اصحابِ طریقت کو شریعت پر برتری کا دعویٰ ہے اور شریعت کے لزوم سے انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دور کے دعویدارانِ تصوف کو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ تصوف کے پرکیف اثرات سے اہلِ زمانہ مستفیض ہوسکیں۔ آمین

میدانِ کربلا کی مقدس خواتین

(ایک مختصر جائزہ)

از: نثار احمد المصباحی صاحب

یہاں ان نسوانی کرداروں کا مختصر سا جائزہ کیا جا رہا ہے۔ جو معرکہ کربلا کے موقع پر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہیں۔ نسوانی کرداروں میں سب سے نمایاں کردار حضرت زینت رضی اللہ عنہا کا ہے۔

حضرت زینت رضی اللہ عنہا:۔

حضرت سیدنا امام حسین کی سگی، ہمشیرہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نور دیدہ تھیں۔ آپ کا کردار ایک بہن کا مثالی کردار ہے اور بہن کی اتنی بڑی قربانی کی دنیا کی کسی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ کربلا کے رزمیے میں شجاعت، دلیری صبر و استقلال ایثار و قربانی پیش کرنے والی یہ واحد خاتون تھیں۔ جو حضرت سیدنا حسین کی برابر کی شریک کار رہیں۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا:۔

آپ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں آپ میں تمام خوبیاں و ذہن فہم کی علم و فضل کی بے خوفی و بے باکی کی صبر و استقلال کی، فصاحت و بلاغت کی بھائی سے محبت کی۔ حضرت زینب کی طرح تھیں اور یہ ہر طرح سے حضرت زینب پر چھائیں تھیں اور آخر تک ان کے ساتھ شانہ بشانہ مقصدِ حسینی کی تکمیل میں شریک کار رہیں۔

حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا:۔

آپ ایران کے ایک بادشاہ کی صاحبزادی اور حضرت سیدنا امام حسین کی پہلی زوجہ اور امام زین العابدین کی والدہ تھیں۔ بعد فتح ایران آپ کو آزاد کر کے آپ سے عقد کیا تھا۔ شوہر کی نہایت اطاعت گزار اور غم گسار رفیقہ حیات تھیں آپ نے شوہر کی اطاعت و محبت کو اپنا مقصدِ زندگی تصور کیا آپ نہایت پرہیزگار دیندار و عابدہ و زاہدہ تھیں۔

حضرت امام لیلیٰ رضی اللہ عنہا:۔

آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی دوسری زوجہ اور حضرت علی اکبر کی والدہ تھیں۔ آپ بہت فراخدل شوہر کی فرمان بردار دینی و متقی خاتون تھیں۔ مقصدِ حسینی کے لئے اپنے جگر گوشوں کو قربان کر دیا اور لب پر شکوہ کا ایک لفظ بھی نہیں لائیں اپنے شوہر سے بے انتہا محبت کرتی تھیں۔

حضرت رباب رضی اللہ عنہا:۔

آپ طرب کے ایک مشہور رئیس کی دختر اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تیسری زوجہ حضرت علی اصغر و سکینہ کی والدہ تھیں۔ آپ کا کردار بھی ایک مثالی کردار ہے آپ اپنے شوہر سے بے انتہا محبت کرتی تھیں اور سیدنا امام حسین بھی آپ سے بیحد الفت کرتے تھے آپ بہت جری دلیر اور پختہ ارادے کی خاتون تھیں۔ نہایت خدا ترس اور شوہر کی اطاعت گزار تھیں علی اصغر جیسے شیر خوار کو اپنی گود سے الگ کر کے میدانِ جنگ میں بھیج دینا اور وہ بھی انجام جانتے ہوئے جب بچہ تیروں سے چھلنی ہو کر حیات ابدی پا گیا تو ان کی تیوری پر بل تک نہ آیا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ مقصدِ حسینی کے لئے یہ بھی سرخرو ہو گیا۔ آپ بڑی عالمہ و فاضلہ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی خطیبہ تھیں۔ واقعہ کربلا کے بعد مدینہ واپس آ کر ایک دن آرام سے نہیں رہیں۔ گرمی، سردی، بارش ہمیشہ باہر آسمان کے نیچے بیٹھی رویا کرتی تھیں۔

زوجہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ:۔

آپ نے بھی اس رزمیئے میں نہایت اہم کردار ادا کیا اور اپنی قربانی ایثار سے ایک مثالی کردار بن گئیں۔ آپ نے اپنے دو بیٹوں کو مقصدِ حسینی کے لئے قربان کر دیا اور سیدنا امام حسین کی بیویوں اور بہنوں کا ساتھ آخر تک دیا اور ہر طرح سے انکی خدمت کرتی رہیں۔

زوجہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ:۔

آپ نے رشتہ اور رفاقت کا حق ادا کر دیا اپنے شوہر کی شہادت پر شکر کیا کہ مقصدِ زندگی

کی تکمیل ہوگئی اور انہوں نے ہمیشہ کے لئے سرخرو کر دیا۔

فضیہ:۔

اس رزمیئے کی خواتین میں آپ یک تنہا کردار خاتون ہیں جو ذہنوں پر غیر معمولی تاثر چھوڑتی ہیں۔ یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی محبوب کنیز تھیں۔ لیکن خاتون جنت انہیں بہن کا سا درجہ دیتی تھیں۔ یہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کی بہنوں کے لئے خالہ کا درجہ رکھتی تھیں اور سبھی لوگ ان کا بے انتہا عزت واحترام کرتے تھے۔ وہ شانہ بشانہ قدم بقدم سب کے ساتھ رہیں۔ اور دلاسہ دیتی رہیں۔ ہر طرح سے خدمت کرتی رہیں اور ہر طرح کے مصائب برداشت کرتی رہیں۔ مایوس کن حالات میں بھی آپ کی پیشانی پر بل تک نہ آتا یہ کسی کی ایک معمولی کنیز نہیں تھیں بلکہ خاندان حسینی کی ایک فرد تھیں۔

ان کردار کے مطالعہ سے بات واضح ہوتی ہے کہ اس معرکہ میں صرف مردوں کے اہم کردار نہیں بلکہ ان خواتین کا بھی ایک اہم حصہ ہے ان کی بے مثال قربانیاں، بے انتہا ایثار خدا ترسی تقویٰ بے خوفی بے باکی صبر واستقلال، علم وفضل، اطاعت وفرمانبرداری اور راضی برضائے حق تعالیٰ وہ تمام خوبیاں ہیں جن کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔

انجیر کے فوائد

(ادارہ)

انجیر کو جنت کا پھل کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ ”قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینا کی“۔ سورۃ التین) یہ کمزور اور دبلے پتلے لوگوں کے لئے نعمت بیش بہا ہے۔ انجیر جسم کو فربہ اور سڈول بناتا ہے۔ چہرے کو سرخ وسفید رنگت عطا کرتا ہے۔ انجیر کا شمار عام اور مشہور پھلوں میں ہوتا ہے۔

پھگوڑی انجیر کو بنگالی میں آنجیر، عربی میں تین انگریزی میں Fig، یمنی میں بلس، سنسکرت، ہندی، مرہٹی، گجراتی میں انجیر اور پنجابی میں ہنجیر کہتے ہیں۔ اس کا نباتاتی نام فیکس کیریکا Fixcus Carica ہے۔

عام پھلوں میں یہ سب سے نازک پھل ہے اور پکنے کے بعد خود بخود ہی گر جاتا ہے اور دوسرے دن تک محفوظ کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ فریج میں رکھنے سے یہ شام تک پھٹ جاتا ہے۔ اس کے استعمال کی بہترین صورت اسے خشک کرنا ہے۔ اسے خشک کرنے کے دوران جراثیم سے پاک کرنے کیلئے گندھک کی دھونی دی جاتی ہے۔ اور آخر میں نمک کے پانی میں ڈبوتے ہیں تاکہ سوکھنے کے بعد نرم وملائم رہے۔

انجیر کھانے میں خوش ذائقہ ہے۔ اس لئے ہر عمر کے لوگوں میں اسے پسند کیا جاتا ہے۔ عرب ممالک میں خاص طور پر اسے پسند کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں بھی بکثرت دستیاب ہے۔ اور سے ڈوری میں ہار کی شکل میں پرو کر مارکیٹ میں لاتے ہیں۔ یہ بنیادی طور پر مشرق وسطیٰ اور ایشیائے کوچک کا پھل ہے۔ اگرچہ یہ برصغیر پاک وہند میں بھی پایا جاتا ہے۔ مگر اس علاقے میں مسلمانوں کی آمد سے پہلے اس کا سراغ نہیں ملتا۔ اس لئے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ عرب سے آنے والے مسلمان اطباء یا ایشیائے کوچک سے منگول اور مغل اسے یہاں لائے۔ انجیر کے اندر پروٹین، معدنی اجزاء، شکر، کیلشیم، فاسفورس پائے جاتے ہیں۔

دونوں انجیر یعنی خشک اور تر میں وٹامن اے اور سی کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔ وٹامن

پی اور ڈی قلیل مقدار میں ہوتے ہیں ۔ان اجزاء کے پیش نظر انجیر سے ایک مفید غذائی دوا کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے عام کمزوری اور بخار میں اس کا استعمال اچھے نتائج کا حامل ہوگا۔

انجیر کو بطور میوہ بھی کھایا جاتا ہے اور بطور دوا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ قابل ہضم ہے اور فضلات کو خارج کرتا ہے۔مواد کو باہر نکال کر شدت حرارت میں کمی کرتا ہے۔جگر اور تلی کے سدوں کو کھولتا ہے۔

انجیر کی بہترین قسم سفید ہے۔یہ گردہ اور مثانہ سے پتھری کو تحلیل کر کے نکال دیتا ہے۔زہر کے مضر اثرات سے بچاتا ہے۔انجیر کو مغز بادام اور اخروٹ کے ساتھ ملا کر استعمال کریں تو یہ خطرناک زہروں سے محفوظ رکھتا ہے۔اگر بخار کی حالت میں مریض کا منہ بار بار خشک ہو جاتا ہو تو اس کا گودہ منہ میں رکھنے سے یہ تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔اس کو نہار منہ کھانا بہت سے فوائد کا حامل ہے۔

اس کے علاوہ اس کے بے شمار فوائد ہیں۔

-1 انجیر کو دودھ میں پکا کر پھوڑوں پر باندھنے سے پھوڑے جلدی پھٹ جاتے ہیں۔

-2 انجیر کو پانی میں بھگو کر رکھیں ۔چند گھنٹے بعد پھول جانے پر دن میں دو بار کھائیں ۔دائمی قبض دور ہو جاتی ہے۔

-3 خشک انجیر کو رات بھر پانی میں رکھ دیا جائے تو وہ تازہ انجیر کی طرح پھول جائے گا۔ اسے کھانے سے گلہ بیٹھ جانا یا بند ہو جانے کے امراض نہیں پیدا ہوتے۔

-4 سردی کے ایام میں بچوں کو خشک انجیر دی جائے تو ان کی نشوونما کے لئے بے حد مفید ہے۔

-5 انجیر زود ہضم ہے اور دانتوں کے لئے بہترین ہے۔

-6 کم وزن والوں اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے انجیر بہترین تحفہ ہے۔

-7 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انجیر کھانے سے آدمی مرض قولنج سے محفوظ رہتا ہے۔

-8 انجیر کے با قاعدہ استعمال سے بدن فربہ ہو جاتا ہے اور رنگت نکھر جاتی ہے۔

-9 کھانے کے بعد چند دانے انجیر کھانے سے غذائیت حاصل ہونے کے علاوہ قبض کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔

-10 کھانسی، دمہ اور بلغم کے لئے بھی مفید ہے۔

-11 انجیر کھانے سے منہ کی بدبو ختم ہو جاتی ہے۔

-12 انجیر کا با قاعدہ استعمال سر کے بالوں کو دراز کرتا ہے۔

-13 انجیر کو سرکہ میں ڈال کر رکھ دیں۔ایک ہفتہ بعد دو تین انجیر کھانے کے بعد کھانے سے تلی کے ورم کو آرام آجاتا ہے۔

-14 انجیر کو دودھ کے ساتھ استعمال کرنے سے رنگت نکھر آتی ہے اور جسم فربہ ہو جاتا ہے۔

-15 تازہ انجیر توڑنے سے جو دودھ نکلتا ہے اس کے دو چار قطرے برص (سفید داغ) پر ملنے سے داغ ختم ہو جاتے ہیں۔

-16 انجیر پیاس کی شدت کو کم کرتا ہے۔

-17 جن لوگوں کو پسینہ نہ آتا ہو ان کے لئے انجیر کا استعمال مفید ہے۔

-18 انجیر خون کے سرخ ذرات میں اضافہ کرتا ہے اور زہریلے مادے ختم کر کے خون کو صاف کرتا ہے۔

-19 جن لوگوں کو ضعف دماغ (دماغ کی کمزوری) کی شکایت ہو، وہ اس طرح ناشتہ کریں کہ پہلے تین چار انجیر کھائیں، پھر سات دانے بادام، ایک اخروٹ کا مغز ایک چھوٹی الائچی کے دانے پیس کر پانی میں چینی ملا کر پی لیں۔

-20 کمر میں درد ہو تو انجیر کے تین چار دانے روزانہ کھانے سے درد سے نجات مل جاتی ہے۔

-21 بواسیر کی شکایت ہو تو انجیر کا استعمال نہایت مفید ہے اس کے استعمال سے پرانی سے پرانی بواسیر کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔

-22 میتھی کے بیج اور انجیر کو پانی میں پکا کر شہد میں ملا کر کھانے سے کھانسی کی شدت کم ہو جاتی ہے۔

-23 انجیر تازہ اور نرم لینی چاہیے۔کالی اور سوکھی انجیر میں بعض اوقات سفید کیڑے نظر آتے ہیں۔ایسی انجیر بہت زیادہ نقصان دہ ہوتی ہے۔

آفتابِ علم و حکمت واقفِ رموزِ حقیقت

حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

کے ملفوظات کا مجموعہ

جلد اول

مفتاح الکنز

مرتب: خلیفہ محمد انیس صدیقی غلام دربارِ عالیہ نیریاں شریف

مطالعہ فرمائیں اور معرفت کے موتی چن لیں

ناشر: صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

مجلہ محی الدین فیصل آباد

خود بھی پڑھیں اور دوستوں کو تحفہ بھی دیں

صدیقی مشن — برادرانِ اسلام — کے ہمسفر بنیں

دین کی ترویج کیلئے اپنا کردار ادا فرمائیں

یہ ماہنامہ محض رضائے الٰہی، فروغِ عشقِ رسول اور

سفیرِ عشقِ رسول مرشدِ کریم حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب

کے پاکیزہ مشن کو ہر فرد تک پہنچانے کیلئے بلاقیمت تقسیم کیا جاتا ہے

آپ بھی مفت حاصل کرنے کیلئے رابطہ فرمائیں

خاکپائے مرشد: حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی (مدیرِ اعلیٰ) ماہنامہ محی الدین فیصل آباد

0321-7611417

سفیرِ عشقِ رسول سراج الاولیاء عالمی مبلغِ اسلام پیکرِ شفقت و محبت رومی ثانی

حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب

کے امتِ مسلمہ کے لیے عظیم تحائف

- انٹرنیشنل محی الدین اسلامی یونیورسٹی — نیریاں شریف آزاد کشمیر
- محی الدین اسلامی میڈیکل کالج و ہسپتال — میرپور آزاد کشمیر
- جامعہ محی الدین صدیقیہ — پاکستان سمیت دنیا بھر میں دینی مدارس
- انٹرنیشنل محی الدین ٹرسٹ • محی الدین انٹرنیشنل گرلز کالج — انگلینڈ

کثیر تعداد مساجد کا قیام

متاثرین زلزلہ و متاثرین سیلاب کے بے سہارا بچوں و بچیوں کی تعلیم و تربیت و کفالت کا اہتمام

سرزمین فیصل آباد میں ایک عظیم الشان

مرکزی جامع مسجد محی الدین

سدھار بالمقابل نیو سبزی منڈی میں آٹھ کنال پر مشتمل ہے، مسجد کی خوبصورتی دعوت نظارہ دے رہی ہے مسجد کیساتھ وسیع رقبہ محی الدین کالجز کیلئے مختص ہے جس کی تعمیر تیزی سے جاری ہے

المشتہر: خدام محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد

شیخ نورانی زرہ آگہ کُند　بَاسُخن ہم نُور را ہمرہ کُند

شیخ نورانی اللہ کی راہ سے آگاہ کرتا ہے　اپنے کلام کے ساتھ نُور کو بھی ہمراہ کر دیتا ہے

(مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ)

پیر غلام مُحی الدین غزنوی

2 روزہ عرس مُبارک
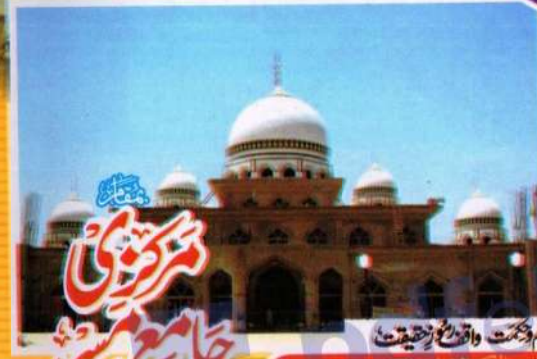
مرکزی جامع مسجد مُحی الدین

سدھار

جھنگ روڈ فیصل آباد

زیرِ صدارت و خصوصی خطاب　آفتابِ علم و حکمت واقفِ رموزِ حقیقت

سرتاجُ الاولیاء مُرشدِ کریم

علامہ حضرت پیر مُحمد علاؤ الدین صدیقی صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

زیبِ سجادہ آستانہ عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر　چیئرمین نور ٹی وی

چانسلر مُحی الدین اسلامی یونیورسٹی • چیئرمین مُحی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل

بانی مُحی الدین اسلامی میڈیکل کالج میرپور آزاد کشمیر - مُحی الدین انٹرنیشنل گرلز کالج انگلینڈ

پروگرام

پہلی نشست 20 نومبر بروز جمعرات بعد نمازِ عشاء

تلاوت، نعت خوانی، ختمِ خواجگان، خطابات علماء کرام

دُوسری نشست 21 نومبر بروز جمعۃ المبارک

آغازِ تقریبِ سعید 9 بجے صبح ____ تلاوت، نعت خوانی

خطابِ ذیشان　مُرشدِ کریم حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب

نمازِ جمعۃ المبارک 1 بجے　بعد نمازِ جمعۃ المبارک لنگرِ صدیقیہ

21-20 نومبر 2014ء

جمعرات - جمعۃ المبارک

الداعی الی الخیر

خدام مُحی الدین ٹرسٹ اِنٹرنیشنل فیصل آباد

0321-7840000,0321-7611417
0300-9654311,0312-9658338